ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

تفسیر لاہوری میں مباحث اخلاقیات: منتخب آیات کا اختصاصی مطالعہ

GOOD MANNERS IN THE LIGHT OF TAFSIR LAHORI: SPECIFIC STUDY OF SELECTED VERSES.

Dr. Abdul Wahab
Professor, Department of Islamic Studies , Qurtuba University of science and information technology D.I.Khan.
Email: abdulwahab2842@gmail.com
Nazakat Hussain
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies , Qurtuba University D.I.Khan.
Email: nazakathussain2045@gmail.com
Muhammad Waris
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies , Qurtuba University D.I.Khan.
Email: bhorvi313@gmail.com

Abstract
Tafsir Lahori is written by a well-known Mufassir Maulana Ahmad Ali Lahori. This Tafsir consist of ten volumes. which the committee of scholars of Akora Khattak tried to bring to the public in 2022, and this Tafsir is in fact a collection of the speeches of Maulana Lahori, which are delivered by Moulana Lahori in many gatherings. why its description is narrative. In this tafsir, Maulana Lahori paid special attention to the reformation of actions, circumstances, beliefs and society. This commentary is more useful for the common people than the scholars, although there are scholarly debates in it, but it is not less than tonic for the reformation of the people. In this article, the debates mentioned by Hazrat Mufsir related to ethics and their contemporary needs have been discussed.

Keywords: Tafsir Lahori, Ethics, Akora Khatak, good manners,

تفسیر لاہوری عالم اسلام کے نامور مفسر مولانا احمد علی لاہوری کی تصنیف ہے؛ یہ تفسیر دس جلدوں پر محیط ہے، جسے اکوڑہ خٹک کے علماء کی کمیٹی نے 2022ء میں منظر عام پر لانے کی سعی جمیل کی اور یہ تفسیر در حقیقت مولانا لاہوریؒ کے ان دروس اور تقاریر کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں متعدد نشستوں میں بیان فرمائے، یہی وجہ ہے کہ اس تفسیر کا منہج بیانیہ ہے، اس تفسیر میں مولانا لاہوریؒ نے اصلاح اعمال، اصلاح احوال، اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ پر خاصی توجہ دی۔ یہ تفسیر علماء کی بانسبت عوام کے لیے زیادہ مفید ہے، اگرچہ اس میں محققانہ مباحث بھی موجود ہیں لیکن مجموعی طور پر عوام کی اصلاح کے لیے بطور خاص اکسیر اعظم سے کسی صورت میں کم نہیں ہے۔ اس آرٹیکل میں ان مباحث کو بیان کیا گیا جو حضرت مفسر نے اخلاقیات سے متعلقہ ذکر کیں اور ان کی عصری ضرورت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ کا تعارف

مولانا احمد علی لاہوریؒ علمائے دیوبند کے ایک عظیم مبلغ، محقق، مفسر اور مدرس عالم دین گذرے ہیں، جن کا تعارف ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔ حضرت مولانا احمد علیؒ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ جلال میں 2 رمضان المبارک 1304ھ بمطابق 25 مئی 1887ء کو جمعہ کے دن ایک مذہبی گھرانے میں شیخ حبیب اللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔[1] آپؒ کے والدین حسن سیرت میں ایک زندہ جاوید نمونہ تھے۔ شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی ان کی سرشت میں سموئی ہوئی تھی۔ خصوصا روزہ نماز کا ذوق ان کے دل میں داخل تھا۔ نیک والدین جب کسی بچے کو اپنی عارفانہ نگاہوں میں پرورش دیتے ہیں تو اس بچے کی زندگی اپنے ماحول میں ایک روحانی انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔ اس کے حسن کردار سے افراد کی نجات کا مسئلہ وابستہ ہوتا ہے۔ حضرت شیخ التفسیر کے والد محترم کا اسم گرامی حبیب اللہ تھا، جو کہ سکھ مذہب سے

1۔ حقانی، محمد اسلام، سوانح لاہوری، اکوڑہ خٹک: الحافظ کتب خانہ، 2022ء، ص68۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

مسلمان ہوئے تھے اور سلسلہ چشتیہ میں بیعت تھے، شیخ حبیب اللہ نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ جناب حبیب اللہ صاحب کو اللہ تعالی نے چار بیٹوں سے نوازا تھا، سب سے بڑے صاحبزادے کا اسم گرامی احمد علی رکھا۔ دوسرے حافظ محمد علی صاحب جو کہ یاغستان میں رہائش پذیر تھے۔ اور کئی سال تک وہیں رہے، اور اب فوت ہو گئے ہیں۔ تیسرے مولانا عزیز احمد صاحب جو کراچی میں قیام پذیر تھے، چوتھے سب سے چھوٹے حکیم رشید احمد صاحب تھے جو زبدۃ الحکمۃ کی اعزازی ڈگری سے سرفراز تھے، اور طبیہ کالج لاہور میں بطور پروفیسر کافی عرصہ اپنی خدمات انجام دی ہیں۔[2]

تعلیم و تربیت

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے والدین نے آپؒ کی ولادت سے پہلے یہ مشورہ کر لیا تھا کہ اگر اللہ تعالے نے بیٹا عطاء فرمایا تو اسے خدمت دین کے لیے وقف کر دیں گے۔ یہ محبت الٰہی کا جذبہ صادقہ تھا جب اللہ تعالی نے حبیب اللہ صاحب کو احمد علی کی شکل میں بیٹا عطاء فرمایا تو والدین نے حسب وعدہ بچے کو دین کی تعلیم کے لیے وقف کر دیا اور اس کو دینی تعلیم دلوائی۔[3]

دستور کے مطابق حضرت لاہوریؒ نے ناظرہ قرآن اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا اس کے ساتھ آپؒ کو سکول میں داخل کروایا گیا، یہ سکول کوٹ سعد اللہ میں تھا، جو علاقہ جلال بلگن سے 2 میل کے فاصلے پر واقع ہے، حضرت لاہوریؒ صبح کو گھر سے چلے جاتے اور شام کو گھر واپس آتے۔ آپؒ کے والد صاحب کا ذریعہ معاش تجارت تھا، غیر مسلم رشتہ داران کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان سے ترک تعلق کر چکے تھے، اب بولنا تو در کنار خواہ مخواہ تنگ کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ نے جلد ہی بلگن سے یاجو چک کو پہلے ہجرت کی، یہ گاؤں اول مقام سے تقریبا ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے، یاجو چک آنے کے بعد حضرت لاہوریؒ قریبی سکول جو علاقہ تالوپڑی کھجور والی میں تھا داخل ہو گئے۔ اس سکول سے آپؒ نے پانچویں جماعت تک تعلیم پائی۔

پرائمری پاس کرنے کے بعد آپؒ کو مولانا عبدالحہ کے حوالے کیا گیا تاکہ وہ احمد علی کو دین کی تعلیم سے آراستہ کریں، آپؒ کو سکول میں داخل صرف لکھنے اور پڑھنے کی حد تک کیا گیا تھا، مولانا عبدالحق شیخ حبیب اللہ کے مخلص احباب میں سے تھے۔[4]

زندگی کے آخری ایام اور سفر ارتحال

حضرت لاہوریؒ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فالج اور شوگر جیسے امراض میں گرفتار ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت کا چہرہ انور نورانی تھا۔ عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب دربار خداوندی سے آذان کی صورت میں بلاوا آتا تو کوئی جوان آپ کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اکثر اوقات نوافل کھڑے ہو کر ادا کرتے۔ مرض آہستہ آہستہ بڑھتا رہا مگر اس کی زیادتی نے لقاء رب کے عاشق کو پریشان نہیں کیا بلکہ اور زیادہ تازہ دم کر دیا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ تعالی سے جو مانگا تھا وہ مجھے دیا گیا میں اس سے راضی ہوں، وہ جب بھی اس فقیر کو بلائے میں حاضر ہوں، کئی سالوں پہلے کھدر کا کفن اپنے لیے تیار کر رکھا تھا اور قبر کے لیے جگہ بھی اپنے پیسوں سے خریدلی تھی اور صاحبزداہ صاحب اور حاجی دین محمد صاحب کو بتا دیا تھا جب آخری عمرہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو ارشاد فرمایا!

میں 20 جولائی بروز جمعرات صبح کے وقت عمرہ کرنے مکہ معظمہ جا رہا ہوں۔ موت کا علم نہیں کہ کب آئے پانچ سال ہو گئے ہیں میں نے درزی کو بلا کر اپنا کفن تیار کروا رکھا ہے۔ ہر وقت موت کے لیے تیار ہوں۔ اگر مکہ معظمہ میں فوت ہو گیا تو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد کسی بدعتی یا قبر پرست پیر کے پیچھے نہ لگ جانا اور گمراہ نہ ہونا بلکہ کسی متبع سنت اور اصلاح یافتہ عالم کی صحبت اختیار کرنا یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں:

کہ سارے مولوی اور پیر ہدایت یافتہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر گمراہ ہوتے ہیں۔[5]

---

[2]۔ محمد مقبول، بی اے، حضرت لاہوری نمبر، لاہور: خدام الدین، 1390ھ، ص40۔

[3]۔ ارشد، عبدالرشید، بیس بڑے مسلمان، لاہور: مکتبہ رشیدیہ، 1970ء، ص643۔

[4]۔ عبدالحمید خان، مرد مومن، لاہور: فیروزسنز، 1992ء، ص18۔

[5]۔ عبدالحمید خان، مرد مومن، ص233۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

حضرت نے آخری دنوں میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اس سے حضرت کا وصال صاف نظر آتا تھا۔ آپ نے جنوری اور فروری 1962ء میں آنے والے اکثر خدام و مریدین سے ایسے کلمات فرمائے تھے۔ جن سے معلوم ہوتا تھا اب آپ لقاءِ رب کے لیے پابرکاب ہیں۔

حضرت ایک عرصہ سے علیل اور تکلیف میں ہونے کے باعث گھر سے مسجد تک کار یا تانگہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اور حضرت کی ایک دن اچانک طبیعت ناساز ہوئی تو ڈاکٹر محمد یوسف صاحب تشریف لائے، اور حضرت کو ہسپتال لے جانے کا مشورہ دیا، لیکن اللہ کی حکمت اس کے برعکس تھی، یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت نے مغرب تک تمام نمازیں ادا کیں، اگرچہ بیہوشی بھی طاری ہوتی رہی، مگر خدا کی شان کہ نماز کے وقت ہوش آ ہی جاتا تھا آخرکار 1381ھ کے رمضان المبارک کی 18 تاریخ بمطابق 23 فروری 1962ء کو حاضری کا پیغام آ گیا، اور عشاء کی نماز میں بحالت سجدہ انتقال ہوا، نماز جنازہ میں لوگوں کے پروانہ وار ہجوم اور اجتماع عظیم کا وہ منظر تھا، جو لاہور کے عظیم شہر نے مدت دراز سے نہیں دیکھا تھا اور شاید پھر مدت دراز تک نہ دیکھے غروب آفتاب کے ساتھ تبلیغ و شاعت دین کا یہ آفتاب بھی لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل اور خاک کے پردہ میں نہاں ہو گیا سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمیوں نے وہیں افطار کیا اور بادیدہ نم واپس آئے۔

تفسیر لاہوری کا تعارف؛ منہج و اسلوب کا جائزہ

تفسیر لاہوری عالم اسلام کے عظیم مبلغ و موحد مولانا احمد علی لاہوریؒ کی مایہ ناز تصنیف ہے، جسے مولانا سمیع الحقؒ نے ضبط تالیف میں لا کر کتابی شکل دی، اس عظیم تفسیر کو اکوڑہ خٹک کے جامعہ دار العلوم حقانیہ کے معزز اساتذہ، علماء اور موتمر المصنفین نے ترتیب دیا۔ اور اسے الحافظ کتب خانہ اکوڑہ خٹک نے 2022ء میں اشاعت اول کے طور پر شائع کیا۔ یہ تفسیر دس ضخیم جلدوں پر محیط ہے۔ ہر جلد کم و بیش پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کے آغاز میں ایک جامع مقدمہ ترتیب دیا گیا ہے، جسے عظیم مذہبی سکالر اور جامعہ دیوبند کے مفتی جناب مولانا تقی عثمانی نے لکھا ہے۔ جلد اول کے پانچ سو صفحات میں سے کم از کم ڈیڑھ سو صفحات تقاریظ، مشاہیر اسلام کی آراء اور متفرق علمی مباحث پر مشتمل ہیں۔

تفسیر لاہوری کا منہج خاص

تفسیر لاہوری کا منہج و اسلوب بیانیہ ہے اور اس میں عامۃ المفسرین کے مشہور منہج کی بھی اتباع کی گئی ہے کہ تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث کا اہتمام کیا گیا ہے لیکن اس کا خاص منہج یہ ہے کہ اس میں اصلاح فرد سے لیکر اصلاح معاشرہ تک کی بے مثال کوشش کی گئی ہے، اس تفسیر میں عقائد، نظریات، تصوف اور اخلاق و کردار پر مباحث بکثرت پائی جاتی ہیں، پھر سب سے بڑھ کر رد بدعات اور انحرافات پر بحث کرنے کو حضرت مفسر اپنا فریضہ سمجھتے ہیں جو ایک مبلغ کے اوصاف حمیدہ میں سے ہے۔ ذیل میں اخلاق سے متعلقہ مباحث کو مخصوص آیات کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو مولانا احمد لاہوریؒ کی تفسیر سے خوشہ چینی کرتے ہوئے تحقیق کی کسوٹی پر لائی گئیں۔

مباحث اخلاقیات

اخلاق دین کا اہم حصہ ہیں بلکہ روایت میں ہے کہ دین نام ہی خلق کا ہے، لہذا شریعت و تصوف میں اس کا بڑا مقام ہے، مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اخلاقیات پر بحث کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہؒ سے یہ اخلاقیات نقل کیے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

"إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ"[6]

بلاشبہ اللہ تعالی کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔ اس سے اگلی آیت میں فرمایا اے محبوب اگر یہ لوگ آپ سے مناظرانہ بحث کریں تو ان سے فرما دیجئے کہ میں نے بھی اور میرے ماننے والوں (اہل ایمان) نے بھی اپنے سر اللہ کے سامنے جھکا دیا ہے۔

6۔ آل عمران: 19۔

یہ اسلام کا طرہ امتیاز ہے کہ اسلام اچھے اخلاق کا درس دیتا ہے؛ حتی کہ اپنے مخالف سے بھی بات کرتے ہوئے جھگڑنے سے منع فرماتا ہے کیونکہ بحث و تکرار اور مناظرے کوئی فائدے نہیں دیتے بلکہ اخلاق کا دامن تھام لیا جائے تو پتھر دل بھی موم ہو جاتے ہیں، یہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کا نتیجہ تھا کہ پورا عرب مختصر سے وقت میں حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

حضرت لاہوریؒ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے فلسفہ شریعت کی بے نظیر اور جامع کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ احکام شرعیہ میں انسان کے چار اخلاق کی تکمیل پیش نظر رکھی گئی ہے اور وہ یہ ہیں:

(1)طہارت (ظاہری و باطنی پاکیزگی)

۲) اخبات (قول اور فعل سے بندگی کا اظہار مثلاً نماز پڑھنا)

۳) سماحۃ (بوقت ضرورت جان و مال کی قربانی)

۴) عدالت (انصاف)

یعنی انسان درجہ کمال تک تب پہنچتا ہے جب ان اخلاق میں کمال حاصل کرے، اس کے بعد وہ انسان کامل رحمۃ للعالمین کا سچا متبع، مقبول بارگاہ الہی، جنت کا وارث ایسے القاب سے ملقب ہونے کا اہل سمجھا جائے گا۔

طہارت

طہارت کے معنی پاکیزگی کے ہیں، طہارت کی دو قسمیں ہیں:

(1)طہارت ظاہری

(2)طہارت باطنی

طہارت ظاہری یہ ہے کہ انسان کا ظاہری وجود بول و براز سے پاک ہو، طہارت ظاہری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے استنز ھوا من البول پیشاب سے بچو کہیں بدن یا کپڑے پر اسکا کوئی قطرہ نہ لگنے پائے، پرہیز نہ کرنے والوں کیلئے یہ سزا فرمائی، "فان عامة عذاب القبر منه "[7] پس تحقیق اکثر قبر کا عذاب اس گناہ کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس سزا کے سننے سے معلوم ہوا کہ پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ ہے، قاعدہ یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا توبہ کئے بغیر مر جائے تو اسکی سزا دوزخ ہے۔

طہارت باطنی

یہ ہے کہ انسان کے دل کے اندر نجاستیں ہیں ان سے ان کا دل صاف ہو جائے۔ دل کی نجاستیں کئی طرح کی ہیں، اطلاع پانے کے بعد اپنے دل کو ان نجاستوں سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔[8]

طہارت ان تمام اخلاق کی جان ہے کیونکہ جب بدن پاک ہو، دل پاک ہو، نیت پاک ہو، کردار پاک ہو تو تمام مراتب اخلاق پائے جاتے ہیں پھر انسان کامل بن جاتا ہے اور اس سے اگلے مراتب اخبات، سماحت اور عدالت خود بخود سر انجام پاتے ہیں۔

علماء و صلحاء کی مجلس میں بیٹھنا

اچھے اخلاق کی تربیت علماء و صوفیاء کے در دولت سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ نے صوفیاء کرام اور علماء کی شان کو متعدد مقامات پر بیان کیا ہے کیونکہ یہی لوگ دین کے اصل محافظ ہیں؛ مفسر لاہوریؒ فرماتے ہیں:

---

[7] ۔ دار قطنی، علی ابن عمر، سنن دار قطنی، بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۲۰۰۳ء، ج ، ص ۔

[8] ۔ لاہوری، احمد علی، تفسیر لاہوری، اکوڑہ خٹک: الحافظ کتب خانہ، 2022ء، ج2، ص482۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

"علم دین کی نشر و اشاعت کا سہرا تو علمائے کرام کے سر بندھا ہوا ہے، البتہ صحیح علم حاصل ہونے کے بعد جب تک انسان میں عملی زندگی نظر نہ آئے تو وہ علم علم کے درجہ پر ہی رہ جاتا ہے، اس کے صحیح نتائج اور فوائد سے انسان بہرہ مند نہیں ہو سکتا مثلاً کالج کے طلبہ کو سائنس تو پڑھائی جائے مگر کالج میں لیبارٹری نہ ہو جس میں طلبہ کو تجربہ کر کے دکھایا جائے تو وہ تعلیم بے نتیجہ ہی ہو گی علیٰ ہذا القیاس علمائے دین قرآن مجید اور حدیث نبی صلی اللہ علیہ سلم کا مطلب خوب سمجھاتے ہیں مگر طلبہ پر دین کا جو مکمل رنگ ہے وہ نہیں چڑھتا، اس کام کے لئے صوفیائے کرام کی مقدس جماعت علمائے دین کو (جو ان میں آنا چاہیں) اپنی تحویل میں لے لیتی ہے اور اپنی صحبت میں بٹھا کر خاص طریقوں سے ان پر اسی حاصل کردہ دین کا رنگ چڑھا دیتی ہے"۔[9]

بلاشبہ احسن تربیت علماء و صوفیاء کے آستاں سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ یہ خود باکردار اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوتے ہیں؛ تو اچھے لوگوں کی مجلس سے اچھائی سیکھنے کو ملتی ہے۔ مولانا لاہوریؒ نے ایک تمثیل کے ذریعے اس بات کو واضح فرمایا۔

تہجد و نوافل کی ادائیگی

اللہ تعالی کے ساتھ تعلق مضبوط ہو تو اللہ تعالی والی رنگت بندہ مومن کو نصیب ہوتی ہے؛ اور وہ رنگ جسے قرآن کریم نے خوبصورت رنگ قرار دیا ہے اور ارشاد فرمایا:

" صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ"[10]

اللہ تعالی کا رنگ اور کون ہے اللہ سے خوبصورت رنگ والا اور ہم تو اسی کی عبادت کریں گے۔

اور یہ اللہ والی رنگت تقرب الی اللہ کے ذریعے ہی ممکن ہے جسے حدیث پاک میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ"[11]

میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

حضرت مفسر تہجد و نوافل کے متعلق لکھتے ہیں:

"رنگ ہے قرآن، رنگ فروش ہیں علمائے کرام، رنگساز ہیں صوفیائے عظام، مثلاً تہجد کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔ علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھ کر طالبعلم میں یہ کمال پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک لفظ تہجد پر تقریباً تین گھنٹے بول سکتا ہے کہ یہ لفظ سہ اقسام میں کیا ہے؟ شش اقسام میں کیا ہے؟ ہفت اقسام کسے کہتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ مگر کیا اتنی تفصیل ہونے کے بعد طالب علم تہجد پڑھنے
کا پابند ہو جاتا ہے؟ اگر طالب علم سے کہو کہ تہجد کے فضائل بیان کرو تو کم از کم ایک گھنٹہ بیان کر سکتا ہے مگر اس تجر علمی کے باوجود وہ طالب علم تہجد پڑھنے کا عادی ہو جاتا ہے؟ ہر گز نہیں اور ان شاء اللہ تعالی جب کسی کامل کے پاس جائے گا تو وہاں تہجد پابندی سے پڑھنے کی عادت پیدا ہو جائے گی"۔[12]

توکل علی اللہ

اللہ تعالی کی ذات پر ہمیشہ توکل کرنا مومن کا شعار ہے؛ کیونکہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو قابل بھروسہ ہے۔ اور یہ مومن کا اچھا خلق اور اس کی اچھی عادت شمار ہوتی ہے کہ بندہ کو اپنے رب پر بھروسہ ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی میں بڑی استغناء ہے، فلاں آدمی کو اہل دنیا سے غرض نہیں ہوتی، یہی وہ وصف ہے جو اہل اللہ کی علامت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنا تعلق اپنے پروردگا سے رکھتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے:

---

[9]۔ تفسیر لاہوری، ج5، ص306۔

[10]۔ البقرۃ:138۔

[11]۔ البخاري، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، لاہور: المیزان ناشران وتاجران کتب، 2004ء، رقم:6502۔

[12]۔ تفسیر لاہوری، ج5، ص250۔

"وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ"13

اور یہ ہمارے شایان شان نہیں ہے کہ ہم تمہارے پاس کوئی معجزہ لے کر آئیں مگر اللہ کے اذن سے اور اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے مومنوں کو۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا احمد علی لاہوری لکھتے ہیں:

"نافرمانوں کی من مانی نشانی ظاہر کرنے کے بارے میں فرمایا کہ یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کس کو کوئی معجزہ لا کر دکھائیں، جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے لیے حکم دے تو پھر اس پر جو نشانی ظاہر کرتے ہیں وہ بامر الٰہی ہوتی ہے ایسا کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ایمان والوں کا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ہونا چاہئے کیونکہ مؤمنوں کو اس سے تعلیم توحید مقصود ہے اور انبیاء علیہم السلام نے خود کو بھی ان میں داخل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہم بڑے احسان مند ہیں لہذا اس پر بھروسہ نہ کریں تو اور کس پر کریں؟ حالانکہ اس نے تو ہمارے لئے ہدایت کے راستے واضح کئے ہیں۔ مبلغ کا فرض منصبی ہے کہ اگر قوم تکلیف پہنچائے، صبر کرے اور اتباع نہ کرے تو بھی سلسلہ تبلیغ جاری رکھے تو اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ضرور صبر کریں گے اس ایذاء پر جو تم ہمیں دیتے ہو جیسا کہ نبی کو جھوٹا ماننا اور اس طرح دشمنی کرنا، زبان اور ہاتھ سے ہر قسم کی تکلیف دینا وغیرہ اس پر ہم صبر کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں گے اور اس تکلیف سے ہم دلبرداشتہ نہ ہوں گے۔[14]

فراخدلی سے خرچ کرنا

فراخ دل ہونا اعلیٰ خلق ہے اور یہی لوگ وسیع الظرف شمار ہوتے ہیں، اپنے مال میں سے خرچ کرتے وقت تنگی داماں کا اظہار نہیں کرتے اور یہی وہ وصف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کی تعریف کے طور پر ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ"15

اور جو سود تم لوگوں کو دیتے ہو تاکہ وہ لوگوں کے مال سے بڑھے تو وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور جو مال تم زکوۃ میں ادا کرتے ہو جس سے تم اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو تو یہی لوگ مال کو بڑھانے والے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا احمد علی لاہوری لکھتے ہیں:

"دولت کا صحیح مصرف یہ ہے کہ اس کو حقوق واجبہ میں صرف کیا جائے لیکن جو تم سود پر دیتے ہو تو سنو کہ یہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا ہے اور یہ صحیح مصرف نہیں یعنی سود بیاج سے تو بظاہر مال بڑھتا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں گھٹ رہا ہے جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا پیام موت ہے اور جو کچھ تم محض رضائے الٰہی کے لئے راہ الٰہی میں خرچ کرو گے تو اس میں اس کے لئے برکت بھی ہوگی اور اجر بھی ہوگا اور ثواب میں اضافہ ہوگا اور زکوۃ نکالنے سے بظاہر معلوم کم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت وہ بڑھتا ہے جیسے کسی مریض کا بدن مسہل وتنقیہ سے گھٹتا دکھائی دے مگر انجام اس کا صحت ہو، سود اور زکوۃ کا حال بھی انجام کے اعتبار سے ایسا ہی سمجھ لو"۔[16]

رزق کی تنگی اور فراخی رب کے قبضہ میں ہے تو پھر انسان کا فرض ہے کہ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے خرچ کرنے میں بخل نہ کرے بلکہ اس مال میں سے تمام حق داروں کے حقوق ادا کرے، چنانچہ اس مقام پر اللہ نے سب سے پہلے قرابت دار کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی، فرمایا کہ رشتہ داروں اور محتاج مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو، یہ ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور شہرت وغیرہ کے لئے نہیں کرتے تو وہی نجات پانے والے ہیں۔

13۔ الرعد:11۔

14۔ تفسیر لاہوری، ج5، ص204۔

15۔ الروم:39۔

16۔ تفسیر لاہوری، ج7، ص

اصلاح معاشرہ کی کوشش

حضرت مفسرؒ نے اصلاح معاشرہ پر بہت توجہ دی اور زمانے کے دکھوں کو سمجھا اوراس کے خلاف آواز بلند کرنے کو اپنا منصب سمجھا، بچپن کی شادی اور بچی کو مجبور کر کے اپنے خاندان میں دینے کے متعلق سورۃ المائدۃ کی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ"[17]

بلاشبہ تمہارا ولی اللہ، اس کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں اور ہمہ وقت رکوع کرتے رہتے ہیں۔

ہمارے ہاں نکاح کے ولی کے متعلق ایک برادری کا تخیل ہے جو کئی دفعہ تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے۔ مثلاً بعض اوقات اپنی بیٹی کے لیے موافق عمر کا لڑکا دستیاب نہیں ہوتا تو پھر چار و ناچار اپنی پانچ چھ سال کی بچی کا نکاح بیس پچیس سال کے لڑکے کے ساتھ کر دیتے ہیں کہ وہ اپنے خاندان کا ہے، پھر ہوتا کیا ہے؛ وہ لڑکا اس بچی سے نکاح کر لیتا ہے جبکہ یہ ابھی بہت چھوٹی ہوتی ہے تو گھر والوں کو مجبور کر کے کسی اور سے شادی کر لی جاتی ہے اور یہ بچی جب بالغ ہوتی ہے تو اسے بھی اپنے عقد سے جانے نہیں دیتے، پھر کیا ہوتا ہے ایسے بدترین نتائج سامنے آتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ دونوں رشتہ ازدواج میں جڑنے والے خاندان ایسے ذلیل ہوتے ہیں کہ ددھیال و ننھیال شرم کے مارے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔ نوبت طلاق تک آجاتی ہے۔ جس کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ یہ مظلوم لڑکی جب ہوش سنبھالتی ہے اور عقد ازدواج سے دوچار ہوتی ہے تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کے خاوند کے گھر میں پہلے سے ایک خونخوار شیرنی (یعنی سوکن) کو غراتی ہوئی پاتی ہے۔ وہ بات بات پر اس کی عزت نفس کو خاک میں ملانا اپنا فریضہ سمجھ رہی ہوتی ہے۔ یہ اسلام سے دوری ہے، حالانکہ اسلام نے برادری کا جو تصور دیا وہ برادری کالے، گورے، ہندی، افغانی ، ایرانی، ترکی، مصری، شامی، عراقی، افریقی، چینی اور رنگ و نسل سے ماوراء ہے۔ بقول شاعر: نہ کوئی بندہ رہا اور نہ بندہ نواز۔ اسلام نے برادری کا یہ نظام دیا کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ ان کے مابین نقطہ ارتکاز کتاب و سنت ہے۔[18]

اخلاق حمیدہ کو لازم پکڑنا اور رذائل سے بچنا

حدیث پاک میں خلق کو مکمل دین سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ خلق کا تعلق زبان سے ہے اور اگر زبان سے میٹھا کلام ظاہر ہو تو دشمن کے دل کو بھی فتح کیا جا سکتا ہے اور بصورت دیگر اپنوں کو دشمن بنایا جا سکتا ہے، اسلام نے متعدد نصوص میں اچھے اخلاق کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔

سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی ان نصیحتوں کو بیان فرمایا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمائیں اور ارشاد فرمایا:

"وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ"[19]

اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے جبکہ وہ انہیں نصیحت کر رہے تھے کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ لاہوریؒ لکھتے ہیں:

"اس آیت میں حضرت لقمان کی نصائح کا ذکر ہے تاہم حضرت لقمان نے شرک سے منع کیا لیکن والدین کے حقوق کا ذکر نہیں کیا جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ لقمان علیہ السلام نے والدین کے حقوق جتلانے سے اس لئے گریز کیا کہ شائبہ نفسانیت نہ پایا جائے لیکن چونکہ قانون باری تعالیٰ میں بعد از حقوق خداوند قدوس حقوق والدین اقدم ہیں، اس لئے حقوق اللہ کے بعد حقوق الوالدین کا اندراج کیا گیا۔۔۔ لقمان حکیم دونوں طرف تعلق بالخلائق والمخلوق کا نظام الاوقات اپنے بیٹے کو دکھلا گئے کہ کامل انسان وہ ہے کہ جس کا تعلق ہر ایک کے ساتھ درست ہو اگر ایک کے ساتھ نہ ہو تو ناقص ہے تندرست انسان وہ ہے، جس کا دایاں بایاں طرف دونوں

---

[17] ۔ المائدۃ: 55۔

[18] ۔ تفسیر لاہوری، ج 3، ص 253۔

[19] ۔ لقمان: 13۔

درست ہوں اور اگر ایک طرف خراب ہو تو ایسا ہے جیسے فالج زدہ انسان، حضرت لقمان علیہ السلام نے بیٹے کو پہلے توحید اور پھر احکام الٰہی کی پابندی کا سبق پڑھایا۔ بشر طیکہ اس اطاعت میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو"۔[20]

حضرت لقمان کی نصائح

عبادات کے بعد حضرت لقمان علیہ السلام نے اب اپنے بیٹے کو حسن معاشرت اور اخلاق کی نصیحت فرمائی کہ دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور تکبر اور غرور کی بنا پر لوگوں سے اپنا رخ نہ پھیر اور زمین پر اکڑ کر نہ چل بلکہ عاجزی انکساری کے ساتھ لوگوں سے پیش آؤ، بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ- وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ"[21]

اور کسی سے بات کرتے ہوئے اپنا رخسار کج نہ کر اور زمین پر نہ اترا کر چل بیشک اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست رکھ کہ سب آوازوں میں سے بری آواز گدھے کی ہے۔

"حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو قدرے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور بری کریہ آوازوں میں گدھوں کی آواز ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ بلند آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرت کے خلاف ہے"۔[22]

اس سورت پاک میں اللہ تعالیٰ نے کثیر اخلاقیات کو بیان کیا ہے جس میں توحید کا اقرار، شرک سے بچنا، والدین کی فرمانبرداری کرنا، سلیقہ کے ساتھ گفتگو کرنا وغیرہ۔ یہ محض چند آیات سے اخلاقیات کا انتخاب کیا گیا تاکہ دین کے اس پہلو کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروائی جائے اور اپنے اسلاف کی فکر کو اجاگر کیا جائے ورنہ سارا قرآن اخلاق کو بیان کرتا ہے، سورۃ الحجرات، سورۃ الفرقان، سورۃ الاسراء اور سورۃ الاعراف وغیرہ میں کثیر آیات ان اخلاقیات کو بیان کر رہی ہیں۔

خلاصہ بحث

تفسیر لاہوری مولانا احمد علی لاہوریؒ کی تصنیف ہے جو آپؒ کے درس قرآن کے سلسلہ میں ہونے والی تقریرات کا مجموعہ ہے، یہ تفسیر اکوڑہ خٹک سے حال ہی میں دو سال قبل 2022ء میں پہلی بار زیور طباعت سے آراستہ ہوئی ہے؛ اس تفسیر کو مولانا سمیع الحقؒ مہتمم جامعہ اکوڑہ خٹک نے علماء کی نگرانی میں ترتیب دلوائی اور اسے لجنہ علماء نے موتمر المصنفین نے خوبصورت ترتیب وتدوین سے آراستہ کیا ہے۔ اس تفسیر میں عامۃ المفسرین کے منہج مشہور کے علاوہ ایک خاص وصف یہ ہے کہ اس میں اصلاح معاشرہ کی بھرپور کوشش کی گئی ہے، اس میں مباحث اخلاق، مباحث تصوف، مباحث عقائد، مباحث رد بدعات اور دیگر کئی علمی مباحث شامل ہیں۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اخلاقیات کو بیان کیا ہے، جن میں اخلاق حسنہ، توکل علی اللہ، زہد و تقویٰ، علماء وصلحاء کی مجلس میں بیٹھنا اور اصلاح معاشرہ وغیرہ جیسی مباحث کو ورطہ تحریر میں لایا۔

BIBLIOGRAPHY

القرآن الکریم

Al-Qur'ān al-Karīm

ارشد، عبدالرشید، بیس بڑے مسلمان، لاہور: مکتبہ رشیدیہ، 1970ء

Irshād, ʿAbd al-Rashīd, Bēs Barē Muslimān, Lāhaur: Maktabah Rashīdiyyah, 1970 CE

---

[20]۔ تفسیر لاہوری، ج7، ص

[21]۔ لقمان: 17، 18۔

[22]۔ تفسیر لاہوری، ج7، ص404۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

البخاري، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، لاہور: المیزان ناشران وتاجران کتب، 2004ء
Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Lāhaur: Al-Mīzān Nashrān wa Tājirān Kutub, 2004 CE

حقانی، محمد اسلام، سوانح لاہوری، اکوڑہ خٹک: الحافظ کتب خانہ، 2022ء
Ḥaqqānī, Muḥammad Islām, Suwanḥ Lāhaurī, Akūrah Khātak: Al-Ḥāfiẓ Kutub Khānah, 2022 CE

دار قطنی، علی ابن عمر، سنن دار قطنی، بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۲۰۰۳ء۔
Dār Qutnī, ʿAlī ibn ʿUmar, Sunan Dār Qutnī, Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2003 CE

عبدالحمید خان، مرد مومن، لاہور: فیروز سنز، 1992ء
Abd al-Ḥamīd Khān, Mard Mūmin, Lāhaur: Fīrūz Sons, 1992 CE

لاہوری، احمد علی، تفسیر لاہوری، اکوڑہ خٹک: الحافظ کتب خانہ، 2022ء
Lāhūrī, Aḥmad ʿAlī, Tafsīr Lāhūrī, Akūrah Khātak: Al-Ḥāfiẓ Kutub Khānah, 2022 C

محمد مقبول، بی اے، حضرت لاہوری نمبر، لاہور: خدام الدین، 1390ھ
Muḥammad Maqbūl, Bē Ayy, Ḥaḍrat Lāhūrī Number, Lāhaur: Khudām al-Dīn, 1390 AH